

# مجلس تحقیقات شرعیہ ندوة العلماء

مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ

منور سلطان ندوی  
(رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ)

مجلس تحقیقات شرعیہ  
ندوة العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

## مجلس تحقیقات شرعیہ ندوة العلماء

### چند اہم مقاصد

- ۱- دور حاضر کے پیدا کردہ نئے مسائل نیز وہ قدیم احکام و مسائل جو بدلے ہوئے عالمی یا ملکی حالات میں اسرٹو غور و خوض کے محتاج ہیں ان پر اجتماعی غور و خوض اور شرعی فیصلہ کی کوشش کرنا اور امت مسلمہ کو ان فیصلوں سے واقف کرانا۔
- ۲- دور حاضر میں جن مسائل اور سوالات پر سنجیدہ بحث و تحقیق کی ضرورت ہے ان کی فہرست سازی کرنا اور ان مسائل و سوالات پر محقق علماء و فقہاء اور باصلاحیت و حوصلہ مند فضلائے مدارس و جامعات سے کتابیں اور مضامین لکھوانا اور انہیں مختلف زبانوں میں شائع کرانے کی کوشش کرنا۔
- ۳- اسلام کی جن تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں یا اعتراضات کئے جاتے ہیں ان موضوعات پر اطمینان بخش لٹریچر تیار کرنا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسے پھیلانے اور عام کرنے کی کوشش کرنا۔
- ۴- پوری دنیا اور خصوصاً عالم عربی اور عالم اسلامی میں فقہ اور شریعت کے بارے میں جو تحقیقی ادارے یا قاعدے اکادمیاں ہیں، ان کے سیمیناروں، کانفرنسوں اور تحقیقی کاموں سے واقف رہنے اور ان سے علمی رابطہ رکھنے کی کوشش کرنا اور ہندوستان کے ممتاز فقہاء و علماء کو ان سے واقف کرانے کی کوشش کرنا۔
- ۵- اسلام کے عائلی قوانین (نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ) کے بارے میں ایسی کتابیں اور مضامین تیار کرنا جن میں ان قوانین کی بھرپور وضاحت ہو، ان پر کئے جانے والے اعتراضات و شبہات کے اطمینان بخش جوابات ہوں، اور دوسرے عائلی قوانین سے ان کا موازنہ بھی کیا گیا ہو۔
- ۶- مذکورہ بالا مقاصد کو بروکار لانے کے لئے مختلف اقدامات کرنا، پروگرام بنانا، سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرانا، اسٹڈی گروپ تشکیل دینا، ورکشاپ منعقد کرنا، وغیرہ۔

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ
مؤلف	:	منور سلطان ندوی (رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ)
صفحات	:	۵۲
سن اشاعت	:	ستمبر ۲۰۲۰ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۴۰/ روپے

# مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ

ناشر

## مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

منور سلطان ندوی

(رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء)

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

ملنے کے پتے:

۱۔ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، احاطہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون: 0522.2741439

۲۔ مکتبہ ندویہ، احاطہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون: 8960997707

## فہرست مضامین

۵	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	مقدمہ
۸	مولانا عتیق احمد بستوی	پیش لفظ
۱۲		قیام کا پس منظر
۱۴		مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس
۱۶		اراکین
۱۸		فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء
۱۸		مقاصد
۱۹		علمی و فکری منہج
۲۲		طریقہ کار
۲۲		سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی
۲۳		دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی
۲۳		بیرون ہند کے علماء سے رابطہ
۲۴		مسائل کی پہلی فہرست
۲۵		مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال
۲۸		مجلس کے پہلے ناظم
۲۹		کام کا آغاز
۲۹		مجلس کی دوسری مشاورتی نشست

۳۰	انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اور اس کی ترسیل
۳۱	انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں
۳۲	مجلس کی تیسری مشاورتی نشست
۳۳	انشورنس کے مسئلہ پر مجلس کا فیصلہ
۳۵	مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر
۳۶	سرکاری قرضہ اور رویت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری
۳۶	رویت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں
۳۷	مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست
۳۸	رویت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ
۴۲	سرکاری قرضہ کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات
۴۳	مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم
۴۳	مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست
۴۶	مجلس کی کوششیں۔ نئے انداز میں
۴۷	تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت
۴۷	نئے سکرٹری کا انتخاب
۴۸	مقاصد میں توسیع
۵۰	مجلس کے سرپرستان، ارکان مشاورت اور علمی معاونین
۵۱	سرگرمیوں کا آغاز اور ترجیحی کام

## مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم  
(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ اما بعد!

اسلام جب آیا عرب عمومی طور پر جاہل تھے، قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ ان میں اسلام اتارا، تاکہ بعد میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا، اور ان کا علاقہ جزیرۃ العرب کی جغرافیائی نوعیت ایسی تھی کہ غیر علاقے کے لوگوں سے رابطہ دشوار تھا، ان کو جو معلوم کرنا ہوتا آپس میں ہی معلوم کرتے تھے، اور غیروں کے واسطے سے معلوم کرنے میں بڑی دشواری تھی، ان پڑھ لوگوں میں اسلام کو اتارنے کے ساتھ ان کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی، سورہ اقرء میں اس کی واضح تلقین ہے، اور اس کی تاکید بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اقراء باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق۔ (سورہ علق)

پڑھو! اس ذات کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

اور فرمایا:

علم الانسان مالم يعلم۔ (سورہ علق)

انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا

اس طرح اسلام کا تعلق علم سے گہرا ہو گیا، اور مقصد علم کو بھی قرآن مجید سے وابستہ فرمایا، اس کے اثر سے عربوں نے نہ صرف اس کو پوری طرح حاصل کیا بلکہ دوسری قوموں

تک علم کو پہنچانے کا کام کیا، اور یہ ناواقف قوم پوری دنیا میں علم میں سب سے ممتاز ہو گئے، اس طرح ان کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ اور ان کی شریعت آخری شریعت بنا دی گئی، آخری سے مراد مکمل اور سب سے جامع ہونا ہے، اور ہمیشہ کے لئے ہونا ہے، خواہ دنیا میں جب بھی جیسے بھی حالات آئیں، تمدنی حالات ہوں، جغرافیائی حالات ہوں، سائنسی حالات ہوں، سب میں اسلامی شریعت رہنما شریعت ثابت ہوگی، اور ہمیشہ اس نے رہنمائی کی، اس لئے اس بات کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی رہی کہ نئے نئے مسائل کے حل کے لئے ہمارے فضلاء تیار ہوں، اور اس کے لئے اکیڈمیاں اور کمیٹیاں بھی تشکیل پائیں اور علماء باہم مشورہ اور تحقیقات پیش کرنے سے اور اس پر مذاکرہ اور تبادلہ خیال کا ایک اچھا طریقہ بھی نکالا، چنانچہ فقہ اکیڈمیاں اور تحقیقات شرعیہ کی مجالس کا قیام عمل میں آیا، ندوۃ العلماء نے بھی ضرورت سمجھی تھی کہ اس تعلق سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں لائے، مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ندوۃ العلماء کا ناظم منتخب ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کے لئے ایک اجتماع بلایا تھا، جس میں ملک کے ممتاز علماء اور فقہاء اور دوسرے اہل علم شریک ہوئے تھے، اور ان کی سرکردگی میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام عمل میں آیا، جس کے ناظم اول ممتاز عالم اور فقیہ مولانا محمد تقی امینی کو بنایا گیا، اور پھر اس کے اہم ذمہ دار مولانا محمد اسحاق سندیلوی ہوئے، جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علوم شرعیہ کے موقر استاذ تھے، ان کے بعد یہ ذمہ داری ایک دوسرے بڑے فاضل اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا محمد برہان الدین سنہلی کے سپرد ہوئی، اور وہ ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ قرار پائے، اب اس کے ذمہ دار ناظم مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہیں، جو اچھا تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اور ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات سامنے آتی رہی ہیں، ادارہ کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد انہوں نے اس تعلق سے کچھ اہم اشاعتیں پیش کی ہیں، ان میں ایک اشاعت ”مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ“ بھی ہے، جو مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء شائع کر رہا ہے،

اس کے مرتب مجلس کے رفیق اور آفس انچارج اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں فقہ کے استاذ مولوی منور سلطان ندوی ہیں، جو فتاویٰ ندوۃ العلماء کی ترتیب کا کام بھی کر رہے ہیں، اور الحمد للہ اس کی بھی تین جلدیں سامنے آچکی ہیں، یہ رسالہ ادارہ کی اہمیت اور مقصد کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور لوگوں کو اس اہم ضرورت کی طرف متوجہ فرمائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی، رائے بریلی

۵/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

## پیش لفظ

اداروں اور تحریکوں کو قائم کرنا اور انہیں ترقی دینا آسان کام نہیں ہے، ہر دور میں چند ہی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ عظیم اداروں اور مفید تحریکات کے قیام اور انہیں ترقی دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ ان چنیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کاموں کی توفیق عطا فرمائی، اور عالمی سطح پر انہیں شہرت اور مقبولیت سے نوازا، ان کے دور میں ندوۃ العلماء کی تعلیمی تحریک پوری دنیا میں متعارف اور مقبول ہوئی، دارالعلوم ندوۃ العلماء ان کے دور میں بام عروج تک پہنچا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے جن تحریکات میں قائدانہ شرکت کی اور ان کے کاموں کو آگے بڑھایا ان میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش اور آل انڈیا مسلم مشاورت کا نام نمایاں ہے، جن تحریکات کے وہ اصل بانی مبنی ہیں اور ان کے فکر و عمل کی برکت سے جو تحریکات وجود میں آئیں ان میں سب سے نمایاں تحریک پیام انسانیت، رابطہ ادب اسلامی اور مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ ہیں، ان تحریکات اور اداروں کو حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے اپنے رفقاء کی مدد سے برپا کیا اور ترقی کے منازل تک پہنچایا۔

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا ایک عظیم کارنامہ جس کی طرف عام اہل علم کی نظر بہت کم پہنچتی ہے، مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء بھی ہے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا یہ کام ان کے اہم ترین کاموں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے، جس وقت انہوں نے

اپنے بعض مخلص رفقاء کے تعاون سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا خاکہ بنایا اور پوری جرات و ہمت سے اس کام کا آغاز کیا اس وقت ہندوستان ہی نہیں پورے عالم اسلام میں نئے مسائل پر اجتماعی غور و خوض کے ادارے نہ ہونے کے برابر تھے، جدہ فقہ اکیڈمی، مکہ فقہ اکیڈمی، ادارہ مباحث فقہیہ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا یہ سب بعد کے کام ہیں، اجتماعی اجتہاد اور اجتماعی غور و خوض کے لئے اس سے پہلے جامعۃ الازہر نے ۱۹۶۱ء مجلس الجوث الاسلامیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا، جو ایک خوشگوار پہل تھی، عالم عرب میں اس کے ذریعہ نئے مسائل پر اجتماعی غور و خوض کا آغاز ہوا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ہندوستان کے ممتاز ترین علماء اور فقہاء کی مدد سے نومبر ۱۹۶۳ء میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم فرمائی، جو ابتدائی نشستوں ہی سے سرگرم عمل ہو گئی، مجلس کے اغراض و مقاصد طے کئے گئے، اس کے کام کا فکرو منہج طے پایا، اراکین مقرر کئے گئے، ہندو بیرون ہند کے جن علماء سے نئے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں علمی تعاون حاصل کرنا تھا ان کی فہرست بنائی گئی اور ان سے رابطے کئے گئے، ان موضوعات کی ایک فہرست بھی بنائی گئی جن پر یکے بعد دیگرے اجتماعی غور و خوض کرنا تھا، اور ان کی بابت فیصلے کرنے تھے، مجلس تحقیقات شرعیہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے تیار کردہ فکرو منہج کے مطابق چند سال سرگرم رہی، متعدد اہم ترین مسائل پر میٹنگس ہوئیں اور فیصلے کئے گئے، جن کی بازگشت پورے برصغیر میں سنی گئی، اگر اسی انداز سے یہ کام آگے بھی جاری رہتا تو بہت بڑا علمی و فقہی سرمایہ ہوتا، اور بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل علماء اور اصحاب افتاء کے اجتماعی غور و خوض سے پیش کیا جا چکا ہوتا، لیکن خدا جانے ایسی کیا رکاوٹیں پیش آئیں کہ کام کا وہ منہج ترک کرنا پڑا اور تحقیقات شرعیہ کا کام انفرادی بحث و تحقیق تک محدود ہو گیا۔

زیر نظر کتابچہ ”مجلس تحقیقات شرعیہ: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ“ میں اس کے مرتب عزیزم مولانا منور سلطان ندوی نے کوشش کی ہے کہ مجلس کا پورا تعارف پیش کر دیا جائے،

اور جن مقاصد کے لئے مجلس وجود میں آئی اور اس کے ذریعہ جو اہم کام انجام پائے ان پر اختصار کے ساتھ بھرپور روشنی ڈال دی جائے، مرتب نے میری نگرانی اور مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا پورا قدیم ریکارڈ پڑھ کر اور اس سے متعلق اخبارات و جرائد میں شائع شدہ مضامین کا مطالعہ کر کے مجلس کی یہ مختصر تاریخ تیار کی ہے، جو مجلس کے کاموں کے لئے ایک آئینہ ہے، اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی بلند نگاہی، دور بینی، اور بروقت شرعی رہنمائی فراہم کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرتی ہے۔

ندوۃ العلماء کے موجودہ ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور نائب ناظم مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم نے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کے احیاء کا فیصلہ کیا، ان حضرات کی خواہش ہے کہ مجلس اپنے قیام کے چند سال تک جس طرح فعال اور سرگرم عمل رہی، دوبارہ پھر اسی انداز سے علمی، تحقیقی اور اجتماعی غور و فکر کے کاموں کو لے کر آگے بڑھے، مجلس تحقیقات شرعیہ دور حاضر کے مسائل و مشکلات اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر بحث و تحقیق، اور اجتماعی غور و خوض کے خاکے تیار کرے، اور اس میں رنگ بھرے، نوجوان فضلاء کو علم و تحقیق کے اس کارواں سے جوڑا جائے، اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے آخری درجات کے طلبہ میں فقہی اور شرعی موضوعات کے مطالعہ اور ان پر بحث و تحقیق کا ذوق پیدا کیا جائے، انہی احساسات کے ساتھ بڑوں کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کی تشکیل نو ہوئی ہے، کاموں کا کچھ خاکہ تیار کیا گیا ہے، اس کا بھی مختصر تذکرہ اس کتابچے میں آپ کو ملے گا، آپ سے درخواست ہے کہ حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء دامت برکاتہم نے جن نیک ارادوں اور بلند عزائم کے ساتھ مجلس تحقیقات شرعیہ کے احیاء کا فیصلہ کیا ہے، اس کی تکمیل کے لئے دعا کریں، اور اپنے مفید مشوروں اور بھرپور تعاون سے مجلس کو نوازیں۔

اللہ تعالیٰ ندوۃ العلماء کی تعلیمی و اصلاحی تحریک (جس کی دور حاضر میں بھی سخت ضرورت ہے) کو قبولیت اور کامیابی سے ہمکنار کرے، اور حضرت مولانا علی میاں ندویؒ

نے جن بلند مقاصد کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ قائم فرمائی تھی انہیں پورا کرنے کی مجلس کے ذمہ داران اور خادموں کو توفیق عطا فرمائے۔ و ما توفیقی الا باللہ

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ

عتیق احمد بستوی

سکرٹری مجلس تحقیقات شرعیہ

۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

## قیام کا پس منظر

اسلامی علوم و فنون کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں میں ایسے علماء پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے دور کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے اس وقت کے جدید مسائل پر مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، تاریخ اسلام میں علمی و فکری بنیادوں پر جتنے مسائل ابھرتے رہے اور معاشی و تمدنی تبدیلیوں اور سائنس کی ترقی کے نتیجے میں جتنے جدید مسائل سامنے آتے رہے ہر دور کے علماء نے ان مسائل میں مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

بیسویں صدی جدید معاشی و تمدنی تبدیلیوں، صنعتی انقلاب، سائنسی علوم و افکار اور مختلف طرح کی علمی و فکری آویزشوں کی آماج گاہ رہی ہے، پوری دنیا بیک وقت مختلف النوع تبدیلیوں بلکہ انقلابات سے دور چار ہوئی ہے، ایسے وقت میں نباض علماء، دورانہدیش مفکرین اور بصیرت مند مصنفین نے وقت کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے تمدنی و معاشرتی تبدیلیوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کی وجہ سے معاشرہ و سماج میں آنے والی تبدیلیوں اور جدید پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے پوری طرح کمر بستہ ہو گئے، برصغیر میں مولانا عبداللہ فرنگی محلی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا محمد علی موگھیری، مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مولانا ابوالحسن سجاد، مولانا عبدالصمد رحمانی، اور ان جیسے دیگر علماء کی تصانیف اور ان کی کاوشیں اس بات کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔

بیسویں صدی کی ابتداء، اور وسط میں انجام پانے والی علمی و فقہی کاوشیں زیادہ تر انفرادی حیثیت کی حامل ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ازدواجی حقوق سے محروم مظلوم عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ملک کے ممتاز علماء کے علاوہ حجاز کے علماء و فقہاء سے علمی رابطہ فرمایا اور اس مسئلہ سے متعلق مالکی فقہاء کی رائے لے کر الحیلۃ الناجزۃ

للکلیۃ العاجزہ کے نام سے کتاب مرتب فرمائی، ان کا یہ تاریخی اقدام حل طلب مسائل پر اجتماعی غور و فکر کی بڑی عظیم اور کامیاب کوشش تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا۔

بیسویں صدی کے نصف آخر میں مسلم دنیا کے مختلف حصوں اور خصوصاً مصر سے جدید پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے اجتماعی اجتہاد کی صدا بلند ہوئی، اور سب سے پہلے جامعہ ازہر مصر کے علماء نے اس سلسلہ میں علمی پیش رفت کی، ان علماء کی کوششوں سے ۱۹۶۱ء میں ازہر کے علماء پر مشتمل مجمع الجوث کا قیام عمل میں آیا، اور برصغیر ہندوپاک میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۳ء میں اجتماعی اجتہاد کا تصور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ میں پیش فرمایا جہاں ملک کے چیدہ علماء جمع تھے، حضرت مولانا نے اسی مجلس میں اس مقصد کے لئے کسی ادارہ کے قیام کی تجویز بھی پیش فرمائی، حضرت مولانا نے اس وقت اپنے خطبہ میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت

اور اس حوالہ سے ندوہ العلماء کی ذمہ داری کو تفصیل سے بیان فرمایا، آپ نے فرمایا:

کسی زمانے میں بھی کوئی بڑا علمی و تعلیمی ادارہ ان فقہی مسائل سے غیر متعلق نہیں رہ سکتا جو جدید حالات، تمدن، علوم و سائنس کی ترقی اور نئے تنظیمی و اقتصادی نظاموں نے پیدا کر دئے ہیں، مسلمان بجا طور پر ان دینی مراکز سے جن میں اونچے پیمانہ پر فقہ و اصول فقہ کی تعلیم ہوتی ہے، ان مسائل میں رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں، اور ایک بڑا طبقہ جو دینی احساس اور خوف خدا رکھتا ہے ان کے بارے میں حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے مضطرب ہے، ندوۃ العلماء پر یہ ذمہ داری خاص طور پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ علماء کی اس انجمن کے قیام اور ایک بلند پایہ دارالعلوم کی تاسیس کے اہم مقاصد میں سے نئے مسائل پر غور اور جدید تبدیلیوں کے مطابق احکام و جزئیات کا استنباط اور مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فرض بھی شامل تھا، اگرچہ پرسنل لاء کے مسئلہ نے مسلمانوں میں اس ضرورت کا عام احساس اور اس سے دلچسپی پیدا کر دی ہے، لیکن درحقیقت صرف پرسنل

لاء نہیں بلکہ تمام جدید حالات و مدنی مسائل پر غور و فکر کرنا اور ان کے بارے میں اپنی مثبت و واضح رائے دینا علماء کا اولین فرض تھا..... ندوۃ العلماء کے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ وہ اپنے دارالعلوم کے اندر یہ کام شروع کرے، اور اس کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کرے، دارالعلوم میں بہت بڑا کتب خانہ ہے، صاحب نظر علماء کی بھی ایک جماعت ہے، اپنے خاص تعلقات کی بناء پر اس کو مصر و شام کے علمی اداروں اور مرکزی شخصیتوں سے رابطہ کرنے اور ان کے افکار و آراء سے استفادہ کرنے کا بھی بہترین موقع حاصل ہے، اس لئے میری رائے اور تجویز ہے کہ دارالعلوم میں اس علمی و فکری کام کی تکمیل کے لئے ایک شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے ضروری انتظامات منظور کئے جائیں۔ (تعمیر حیات، ۲۵/ نومبر ۱۹۶۳ء)

### مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندویؒ کی تجویز کے بعد حضرت مولانا کی دعوت پر یکم ستمبر ۱۹۶۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ملک کے منتخب اہل فکر علماء کا ایک مشاورتی جلسہ ہوا، جس میں نئے حالات سے پیدا ہونے والے مسائل پر شرعی نقطہ نظر سے غور و خوض اور ملت کی رہنمائی کرنے کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ کے قیام کا فیصلہ لیا گیا، کاروائی رجسٹر کے مطابق حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی صدارت میں یہ نشست منعقد ہوئی، کاروائی کا آغاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندویؒ کے ایک مقالہ ”مسلم ممالک میں پرسنل لا اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل“ سے ہوا جس میں مسلم پرسنل لا کے بارے میں تمام مسلم ممالک کے اب تک کے اقدامات کا جائزہ لیا گیا تھا، اس کے بعد مولانا تقی امینیؒ نے ”تدوین فقہ کی تاریخ اور موجودہ حالات کا جائزہ“ کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا جس میں ماضی میں اجتماعی اجتہاد کی کوششوں کے تسلسل کو پیش کرتے ہوئے



موجودہ وقت میں اجتماعی غور و فکر اور اس کے مطلوبہ علمی منہج پر تفصیلی گفتگو کی، حضرت مولانا نے مجلس کے طریقہ کار کی وضاحت فرمائی، اس نشست میں مولانا منظور نعمانی اور مفتی رضا انصاری فرنگی محلی نے بھی اظہار خیال کیا۔ (کارروائی رجسٹر، قلمی)

اس جلسہ میں درج ذیل قرارداد منظور منظور کی گئی:

”نئے حالات اور ایجادات نے جو ایسے مسائل پیدا کر دئے ہیں جن کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں یا وہ معاملات و مسائل جنہوں نے موجودہ زمانہ میں نئی شکل اختیار کر لی ہے ان مسائل میں غور و فکر اور ان کے بارے میں ممکن حد تک اجتماعیت پیدا کرنے کے لئے اصحاب نظر علماء کی ایک مجلس تشکیل کی جائے۔“ (روداد پہلی نشست، قلمی)

اس ابتدائی نشست میں جو شخصیات شامل ہوئیں ان کے اسماء سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ افراد جہاں علم و فکر اور دینی بصیرت میں اپنی مثال آپ تھے وہیں یہ ملک کے مختلف علمی دبستانوں کی نمائندگی بھی کر رہے تھے، نشست میں شامل شخصیات کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا محمد منظور نعمانی (مدیر ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ)

۲۔ مولانا حبیب الرحمن اعظمی (معروف محدث)

۳۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء)

۴۔ مولانا فخر الحسن (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

۵۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

۶۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی (خانقاہ رحمانی، موگیل)

۷۔ مولانا عمران خان ندوی (تاج المساجد، بھوپال)

۸۔ مولانا ابواللیث ندوی (جماعت اسلامی ہند)

۹۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی (مفسر قرآن، مدیر صدق جدید)

۱۰۔ مولانا عتیق الرحمن سنہلی (مکتبہ الفرقان، لکھنؤ)

۱۱۔ مولانا محمد تقی امینی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۲۔ مولانا محمد اویس نگر امی ندوی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۳۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی (مدیر ماہنامہ برہان، دہلی)

۱۴۔ مولانا رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)

اس پہلی نشست میں مجلس تحقیقات شرعیہ سے متعلق ابتدائی باتیں طے پائیں وہیں مجلس کے اراکین کی فہرست کے علاوہ سوالنامہ تیار کرنے کی کمیٹی اور دستور العمل بنانے کی کمیٹی بھی بنائی گئی، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجلس کے کام کے تئیں یہ اصحاب فضل و کمال کتنے سنجیدہ تھے، اور کس طرح وقت کی اہم ترین ضرورت کے لئے مضبوط ترین بنیاد رکھ رہے تھے۔

### اراکین

مجلس تحقیقات شرعیہ کے لئے پورے ملک سے ممتاز علماء اور اصحاب افتاء کو اراکین منتخب کیا گیا، جس میں مختلف دبستان علم و فکر کی نمائندگی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے، پہلی نشست میں منتخب کئے گئے ممبران کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء)

۲۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی (مفسر قرآن)

۳۔ مولانا حبیب الرحمن اعظمی (معروف محدث)

۴۔ مولانا ابواللیث ندوی (امیر جماعت اسلامی، ہند)

۵۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

۶۔ مولانا محمد اویس نگر امی ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۷۔ مولانا محمد تقی امینی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۸۔ مولانا فخر الحسن (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

۹۔ مولانا منظور نعمانی (مدیر الفرقان، لکھنؤ)

۱۰۔ مولانا عمران خان ندوی (تاج المساجد، بھوپال)

۱۱۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی (خانقاہ رحمانی، موگیہ)

۱۲۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی (ایڈیٹر ماہنامہ برہان، دہلی)

۱۳۔ مولانا رضا انصاری (فرنگی محل)

۱۴۔ مولانا مفتی عتیق الرحمن (ندوۃ المصنفین، دہلی)

۱۵۔ مولانا سید محمد میاں (جمعیت العلماء، دہلی)

۱۶۔ مولانا محمد اسحاق سندیلوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۷۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

۱۸۔ مولانا پروفیسر عبدالوہاب بخاری (پرنسپل نیوکالج، مدراس)

۱۹۔ مولانا عبدالصمد رحمانی (امارت شرعیہ، بہار)

۲۰۔ مولانا فخر الدین (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

۲۱۔ مولانا عبدالرحمن صاحب پالن پوری (مہتمم دارالعلوم چھاپی، گجرات)

۲۲۔ مولانا شاہ عون احمد قادری (خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف)

۲۳۔ مولانا عتیق الرحمن سنہلی (مکتبہ الفرقان، لکھنؤ)

۲۴۔ مولانا مجیب اللہ ندوی (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

۲۵۔ مولانا ظفیر الدین (دارالعلوم دیوبند)

۲۶۔ مولانا عبید اللہ مبارکپوری (مشہور اہل حدیث محدث)

۲۷۔ مولانا غلام احمد صاحب (خطیب جامع مسجد بمبئی)

۲۸۔ مولانا عنایت اللہ (شاہجہاں پور)

شاید باہم مشورہ کے بعد یا ان حضرات سے رابطہ کے بعد اس فہرست میں جزوی تبدیلی بھی ہوئی، مثلاً اسی فہرست میں مولانا ابواللیث ندوی کے نام کے سامنے مولانا سید احمد عروج قادری کے نام درج ہیں، اسی طرح مولانا فخر الحسن صاحب کے نام کے سامنے

مولانا مفتی محمود صاحب کا نام درج ہے۔ (کاروائی رجسٹر، قلمی)

## فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء

یہ حضرات مجلس کے مستقل اراکین تھے، ان کے علاوہ دیگر متعدد علماء مجلس کی فقہی اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں، چند اہم شخصیات کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔ مولانا قاضی زین العابدین صاحب (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ)

۲۔ مولانا سید احمد عروج قادری (مدیر ماہنامہ زندگی)

۳۔ مولانا شبیر احمد میرٹھی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۴۔ مولانا مفتی نظام الدین (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)

۵۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

یہ حضرات مجلس کے رکن بنائے گئے تھے یا مدعو خصوصی کے حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔

## مقاصد

مجلس کے درج ذیل مقاصد قرار دئے گئے:

۱۔ شرعی اور فقہی حیثیت سے ان مسائل پر غور کرنا اور حتی الوسع کسی اجتماعی فیصلہ تک پہنچنا جو زمانہ کے نئے حالات اور ایجادات نے پیدا کئے ہیں، اور ان کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں ہے۔

۲۔ جن مسائل میں اس نئے دور میں عامہ مسلمین کے لئے ناقابل عبور دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں فقہ اسلامی کی مسلمہ مگر وسیع حدود کی پابندی کرتے ہوئے غور و فکر کے بعد ان میں آسانیاں پیدا کرنا۔

۳۔ مسلم پرسنل لاء کی اس طرح تنقیح و ترتیب اور قانونی شکل میں تدوین جس سے ان غلطیوں کی تصحیح ہو جائے جو ہندوستان کے رائج الوقت محمدن لاء میں

داخل ہو چکی ہے، اور اسلامی شریعت میں ان کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (قلمی تحریر)

مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کی تالیسی نشست میں مجلس کا تفصیلی خاکہ پیش کیا، جس میں مولانا نے مجلس کے مقاصد اور طریقہ کار کا تفصیل سے ذکر کیا، ایک جگہ آپ لکھتے ہیں: ہر دور میں توجہ اور نظر ثانی کے مستحق وہ مسائل ہوتے ہیں جن کے بغیر معاشرتی نظام چل نہیں سکتا یا چل تو سکتا ہے لیکن قومی و ملی ضرر کا واقعی اندیشہ ہوتا ہے، اور معاشرہ کی نمو بخش فضا پر اثر پڑتا ہے، فقہ میں اس قسم کے جو اجتماعی مسائل موجود ہیں اور حال کی ضروریات کے مطابق نہیں ہیں یا حالات کی تبدیلی کی وجہ سے معاشرہ کو جن مسائل کی ضرورت ہوگئی ہے، اور فقہ میں موجود نہیں ہیں، ایسے تمام مسائل بتدریج غور و فکر کے مستحق قرار پائیں گے۔ (تدوین فقہ کی تاریخ اور موجودہ حالات کا جائزہ، ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

## علمی و فکری منہج

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی نے اپنے مقالے میں جہاں پرسنل لاء کے موضوع پر مسلم ممالک میں ہونے والی کوششوں کا تذکرہ کیا وہیں تحقیقات شرعیہ کے نام سے قائم ہونے ادارے کا علمی و فکری منہج بھی متعین فرمایا اور اس حوالہ سے آپ کی زبان سے ایسا اصولی اور حکیمانہ نکتہ سامنے آیا جو ہندوستانی علماء و فقہاء کے علمی رسوخ اور فکری بلندی کی بہترین ترجمانی کرتا ہے، حضرت مولانا نے فرمایا:

ہم اس حقیقت کا بھی برملا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی مسلم ملک قطعی و کلی طور پر واجب الاتباع اور واجب التقلید نہیں، اور نہ کسی ملک کے جدید رجحانات، نئے قوانین اور حکومت کے فیصلے ہمارے اوپر حجت بن سکتے ہیں، ماسوا اس بات کے کہ یہ کوئی شرعی اور فقہی دلیل نہیں، قانون اسلامی کے ماخذ اور اس کی بنیادیں کتاب و سنت، اجماع و قیاس عالمگیر و دائمی ماخذ ہیں،

اور انہی کی روشنی میں اُس زمانہ میں کام ہوا ہے اور آئندہ کام ہوگا، اور ماسوا اس بات کے کہ ایک مسلمان پر کسی دوسرے مسلمان کا عمل یا رجحان حجت نہیں بن سکتا، حجت صرف اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت صحیحہ، اور استنباط مسائل کے وہ ماخذ اور سرچشمے ہیں جن پر کسی ملک یا قوم کی اجارہ داری نہیں ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ کی زبان سے نکلا ہوا یہ فقرہ اب بھی فضا میں گونج رہا ہے اور قیامت تک گونجتا رہے گا کہ ایتونی بشئ من کتاب اللہ و سنتہ رسولہ حتی اقول بہ۔ (ماہنامہ الفرقان، ستمبر ۱۹۶۳ء، مقالہ: مسلم ممالک میں پرسنل لاء اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی صراحت فرمادی کہ شرعی مسائل پر غور و فکر کا کام آزاد فضا میں اور ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہو کر ہونا چاہیے، آپ نے فرمایا:

دوسرے ہم پوری قوت کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کام تنہا ماہرین فن، اصحاب اختصاص اور ان علماء کرام کا ہے جو ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہیں اور ہر غلط رجحان اور خام خیالی سے محفوظ ہیں، یہ کام خالص علمی انداز پر آزادانہ فضا میں اور پورے اخلاص، سنجیدگی و گہرائی، غور و فکر، مشورے و تعاون کے ساتھ ہونا چاہیے، اور درحقیقت اس مجلس کا انعقاد اسی راہ کا پہلا قدم ہے۔ (حوالہ سابق)

مولانا تقی امینی صاحب نے اپنے مقالہ میں مجلس کے علم و فکری منہج پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے، اس مقالہ کے چند نکات اس طرح ہیں:

اس مجلس کو اونچے پیمانہ پر نہ اجتہاد کی ضرورت ہوگی، اور نہ کوئی نئی راہ نکالنے کی اجازت ہوگی، البتہ اخذ و استفادہ کے باب میں یہ مجلس وسعت سے کام لے گی، نہ تو بالکل آزاد و خود رائے ہوگی، اور نہ وقت ضرورت دوسرے امام سے استفادہ کو حرام جانے گی، بلکہ ہر مسئلہ کو دلیل و بصیرت کی روشنی میں سمجھ کر قبول

کرے گی اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کرے گی۔

ایسے ہی جب نئی صورت حال درپیش ہوگی اور اس کا حل نکالنے کی ضرورت ہوگی یا حالات و مقامات کی تبدیلی سے موجودہ مسئلہ میں تبدیلی ناگزیر ہوگی تو یہ مجلس وہی طرز عمل اختیار کرے گی جس کا ثبوت متقدمین کے یہاں موجود ہے، مثلاً پہلے زیر بحث مسئلہ کی روح اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش کرے گی پھر اس پر غور کرے گی کہ معاشرتی حالت اور سماجی زندگی میں کس حد تک یہ اثر انداز ہے، اور شرعی نقطہ نظر سے اس کے ذریعہ کس قسم کی مصلحت کا حصول اور مضرت کا دفعیہ ہو سکتا ہے۔

ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد حل طلب مسئلہ کو اس کے مناسب باب سے متعلق کر کے نظر تلاش کرے گی اور پھر اس کی روح اور مقصد کو سامنے رکھ کر مقرر قاعدے کے مطابق بالترتیب قرآن و سنت اور اجماع و قیاس سے زیر بحث مسئلہ کا تعلق جوڑے گی۔

مجلس یہ کبھی نہ کرے گی کہ مخالف محاذ کے پیدا کئے ہوئے انسانیت سوز مسائل کا حل تلاش کرے اور خاطر خواہ حل نہ ملنے کی صورت میں فقہ کو قابل گردن زدنی قرار دے کر آزادی و بیباکی کی وہ راہ اختیار کرے جو تجمہد پسند افراد اور مرعوب ذہن و مسحور دماغ کا شیوہ ہے۔

اور نہ مجلس یہ کرے گی کہ مسائل کا حل تلاش کرنے میں تشدد و تقشّف کے اس طریقہ کو اپنائے جس کی وجہ سے فقہ جامد و ساکت بن گیا ہے اور زمانہ کے مفتی کو یہ کہنے کا موقع مل رہا ہے کہ موجودہ فقہ ضروریات زندگی سے اہم آہنگ نہیں ہے بلکہ وہ ہر مرحلہ اور ہر موقف پر توازن و اعتدال کی راہ اختیار کرے گی اور اللہ کے روبرو جواب دہی کے تصور کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل نکالے گی۔

(تدوین فقہ کی تاریخ اور موجودہ حالات کا جائزہ، ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

## طریقہ کار

مجلس نے نئے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جو عموماً اس طرح کے کاموں کے لئے اختیار کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے، یعنی مسئلہ کے انتخاب کے بعد اس مسئلہ کی پوری تفصیلات اور قابل غور پہلوؤں کی نشاندہی کے ساتھ سوالنامہ ممتاز علماء و اصحاب افتاء کو بھیجنا، ان کی آراء حاصل کرنے کے بعد ان آراء کو مجلس کے اراکین کی خدمت میں بھیجا جانا، اور پھر اراکین مجلس کی نشست میں باہم بحث و مباحثہ کے بعد مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنا۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کے بانی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس کی دوسری مشاورتی میٹنگ میں اپنا افتتاحی خطبہ پیش کرتے ہوئے مجلس کے طریقہ کار پر بھی روشنی ڈالی، آپ نے فرمایا:

پہلے ایک سوالنامہ ارکان مجلس اور دوسرے ممتاز اہل علم و اہل نظر کی خدمت میں بھیجا جائے گا اور کسی ایک مسئلہ کو منتخب کر کے اس پر ان کی رائے دریافت کی جائے گی، پھر ان آراء کو سامنے رکھ کر کسی مجلس میں ان پر بحث و مذاکرہ کر کے مسئلہ کی تنقیح کی جائے گی، اور کسی ایک پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔

(خطبہ افتتاحی، از مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، پیش کردہ دوسری مشاورتی نشست مجلس تحقیقات شرعیہ)

## سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی

مجلس کا قیام کتنا منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے ہو اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی نشست میں ہی سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی، اور دستور العمل بنانے والی کمیٹی کے ارکان نامز کر دے گئے، تاکہ باضابطہ کام کا آغاز ہو سکے، سوال نامہ تیار کرنے والی کمیٹی کے اراکین حسب افراد طے پائے:

- ۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی  
 ۲۔ مولانا حبیب الرحمن اعظمی  
 ۳۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی  
 ۴۔ مولانا عبد الماجد دریا بادی  
 ۵۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی  
 ۶۔ مولانا تقی امینی  
 ۷۔ مولانا محمد رضا انصاری  
 ۸۔ مولانا عتیق الرحمن سنہلی  
 ۹۔ قاضی عدیل عباسی
- بعد میں اس فہرست میں ترمیم و اضافہ بھی کیا گیا۔

### دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی

مجلس تحقیقات شرعیہ کے سلسلہ میں بنیادی باتیں پہلی نشست میں ہی طے کی گئیں، لیکن مستقل اس کے نظام، ڈھانچہ اور طریقہ عمل کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ مجلس کے لئے دستور العمل بنانا تھا، کارروائی رجسٹر میں دستور العمل کمیٹی میں درج ذیل اسماء درج ہیں:

- ۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی  
 ۲۔ مولانا منظور نعمانی  
 ۳۔ مولانا محمد عمران خان ندوی  
 ۴۔ مولانا محمد تقی امینی

### بیرون ہند کے علماء سے رابطہ

کارروائی رجسٹر میں پہلی نشست کی تفصیلات کے ذیل میں بیرون ہند کے منتخب علماء کی ایک فہرست بھی درج ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث مسائل میں ان سے رابطہ کرنے اور ان کی رائے جاننے کے لئے یہ فہرست بنائی گئی تھی، تاکہ ان مسائل پر ہندوستان کے علماء کے ساتھ مصروفیت اور حجاز کے نامور علماء کی رائے بھی حاصل کی جائے، اور اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کیا جائے، بیرون ہند کے علماء میں درج ذیل افراد کے اسماء کارروائی رجسٹر میں درج ہے:

- ۱۔ شیخ محمد حسنین محمد مخلوف (مصر)  
 ۲۔ علامہ ابو زہرہ (مصر)

- ۳۔ شیخ محمد الغزالی (مصر)  
 ۴۔ استاذ مصطفیٰ احمد الزرقاء (شام)  
 ۵۔ شیخ ابوالیسر عابدین (شام)  
 ۶۔ استاذ مصطفیٰ السباعی (شام)  
 ۷۔ شیخ عبدالفتاح ابوعدہ (شام)  
 ۸۔ شیخ حسن المشاط (مکہ)  
 ۹۔ شیخ امین الکتبی (مکہ)  
 ۱۰۔ شیخ عبدالعزیز بن باز (حجاز)  
 ۱۱۔ مفتی محمد شفیع صاحب (پاکستان)  
 ۱۲۔ مولانا محمد یوسف بنوری (پاکستان)  
 ۱۳۔ مولانا ظفر احمد تھانوی (پاکستان)  
 ۱۴۔ مولانا عظیم الاحسان (ڈھاکہ)  
 ۱۵۔ مفتی محمود داؤد یوسف (رنگون)

مجلس کے تحت زیر بحث آئے مسائل میں پاکستان کے علماء میں مفتی شفیع صاحب، مولانا ولی حسن ٹونکی، مولانا یوسف بنوری، مولانا ظفر احمد عثمانی کے مقالات اور ان کی آراء مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات سے رابطہ تھا۔ علماء عرب سے بھی ابتدائی مرحلہ میں رابطہ کیا گیا تھا، مگر ان کی طرف سے جواب نہ ملنے کی وجہ سے بعد میں ان سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ (رپورٹ مولانا اسحاق سندیلوی، قلمی)

### مسائل کی پہلی فہرست

پہلی نشست میں مسائل کی ایک فہرست بھی درج ہے، جن کو ترجیحی طور پر غور و خوض کے لئے منتخب کیا گیا، اس فہرست میں درج ذیل مسائل شامل ہیں:

- ۱۔ رویت ہلال  
 ۲۔ انشورنس  
 ۳۔ پراویڈنٹ فنڈ  
 ۴۔ حکومت کے قرضے  
 ۵۔ کوآپریٹو سوسائٹی  
 ۶۔ کمرشیل انٹرسٹ  
 ۷۔ ہوائی جہاز میں اوقات نماز  
 ۸۔ ذبیحہ غیر مسلم  
 ۹۔ فسخ نکاح  
 ۱۰۔ ولایت  
 ۱۱۔ وراثت  
 ۱۲۔ طلاق ثلاثہ  
 ۱۳۔ تعدد ازدواج  
 ۱۴۔ خیابلوغ و منکوحہ صغیرہ  
 ۱۵۔ قلت مکانات کی موجودہ صورت میں مالکان مکان کے حقوق تخلیہ مکان و اضافہ

اجرت (کارروائی رجسٹر)

## مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال

مجلس تحقیقات شرعیہ وقت کے اہم تقاضے کی تکمیل تھی، اس لئے علمی حلقوں میں اس کا استقبال کیا گیا، مجلس کے قیام کی خبر ملک کے اخبارات و رسائل میں نمایاں طور پر شائع ہوئی، مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کے قیام کا مزہ اس طرح سنایا:

خوشی کی بات ہے کہ اس ناگزیر ضرورت اور اہم تقاضا کو پورا کرنے کے لئے ایسے نازک دور میں ندوۃ العلماء نے انقلابی قدم اٹھایا ہے، اور مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کا قیام عمل میں آ گیا ہے، جو نئے مسائل میں افراط و تفریط سے ہٹ کر معتدل انداز میں قوم کی رہنمائی کرے گی، مجلس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے، اور عنقریب انشورنس (بیمہ) کے مسئلہ پر تحقیق مکمل ہو کر مجلس کا فیصلہ قوم کے سامنے آ جائے گا اور اس طرح ایک دو دو مسئلہ پر تحقیق کے لئے فیصلہ کا اعلان ہوتا رہے گا، مزید خوشی یہ ہے کہ مجلس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کے لئے حتی الامکان کوشش کی گئی ہے، اور بڑی حد تک اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ (تعمیر حیات، نومبر ۱۹۶۳ء)

متعدد نامور اصحاب قلم نے مجلس کے قیام پر اپنی مسرت کا اظہار کیا، مولانا شاہ معین الدین ندویؒ ناظم درالمصنفین و مدیر ماہنامہ معارف نے معارف کے شذرات میں اپنے تاثر کا اظہار اس طرح کیا:

اس میں شبہ نہیں کہ مجلس نے جس کام کی ذمہ داری لی ہے وہ بڑا کٹھن ہے، اور اس کی راہ میں بڑے سخت مراحل اور بڑی پیچیدہ اور دشوار گزار گھاٹیاں ہیں، ان مسائل کا ایسا حل نکالنا آسان نہیں ہے جن سے موجودہ مشکلات بھی حل ہو جائیں اور کسی کو اس سے اختلاف بھی نہ ہو، مگر اس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور حاصل ہوگا کہ ضروری اور کثیر الوقوع معاملات و مسائل کے تمام پہلو، ان کے بارے میں مختلف مذاہب کے ائمہ کے مسلک اور موجودہ علماء کی رائیں

سامنے آئیں گی جن سے موجودہ تنگ دائرے میں وسعت پیدا ہوگی، اور اندھیرے میں ایک راہ نظر آ جائے گی، یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے، اس لئے امید ہے کہ ہندوستان کے اصحاب فقہ و فتاویٰ علماء اپنے قیمتی مشوروں سے مجلس مذکور کی پوری مدد کریں گے۔ (ماہنامہ معارف، ج ۶، شمارہ ۹۲)

مولانا عبدالماجد ریبادیؒ نے صدق جدید میں مجلس کے قیام پر اپنا تاثر ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

شدید ضرورت اس کی تھی کہ ایک طرف تجدد اور مرعوبیت فرنگ سے اور دوسری طرف تشدد اور تقشف سے بچ کر توازن و اعتدال کی راہ پر چل کر ان کا حل تلاش کیا جائے، اور باہمی صلاح و مشورہ سے انہیں منضبط و مدون کر دیا جائے، خوش قسمتی سے مولانا محمد تقی امینی، صدر مدرسہ امینیہ اجمیری کی خدمت مجلس کو حاصل ہو گئی ہے، جو اس نازک دور میں اس دشوار اور صبر طلب کام کے ہر طرح اہل ہیں، اور فاضلوں کی ایک پوری جماعت ان سے اشتراک عمل کے لئے موجود رہے گی، دوران مشاورت و گفتگو میں یہ بار بار واضح کر دیا گیا کہ اس ادارہ کا دائرہ عمل تمام تر علمی ہی ہوگا، سیاسی و قانونی پہلوؤں سے کام کرنے کے لئے دوسرے ادارے موجود ہیں۔ (صدق جدید ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء)

نامور عالم مولانا منظور نعمانیؒ نے اپنے رسالہ الفرقان میں مجلس کے قیام پر مستقل ادارہ لکھا، آپ نے مجلس کی ضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

..... لیکن ابھی حال میں اللہ تعالیٰ نے یہ رکاوٹ دور فرمادی اور ہمیں اس کام کے لئے ایک اہل رفیق کی خدمات حاصل ہو گئیں، اس لئے گذشتہ مہینے ربیع الاول میں بنام خدا اس کے شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا اور ابتدائی مشاورت کے لئے یکم ستمبر کی تاریخ مقرر کر کے رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ناظم ندوۃ العلماء کی طرف سے مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے ان علماء کو

دعوت دے دی گئی جن کا مشورہ اس ابتدائی مرحلہ میں ضروری اور ناگزیر سمجھا گیا، یکم ستمبر کو وہ مجلس منعقد ہوئی مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۱۲ علماء کرام اس میں شریک ہوئے اور اس کام کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کی تاسیس و تشکیل عمل میں آئی، طریق کار وغیرہ کے بارے میں تمام فیصلے الحمد للہ اتفاق رائے سے ہوئے۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، ستمبر ۱۹۶۳ء)

روزنامہ سیاست کانپور کے ایڈیٹر نے ۱۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس موضوع پر اداریہ تحریر کیا، انہوں نے لکھا:

اس ادارہ کا مقصد ان مسائل جدیدہ پر غور کرنا ہے جو نئے حالات اور ایجادات کے نتیجے میں پیدا ہو گئے ہیں، اور جن کے لئے فقہ اسلامی میں کوئی واضح و صریح حکم موجود نہیں ہے، اس قسم کے مسائل ایک دو نہیں کثرت سے سامنے آچکے ہیں، اور نئی سائنسی ایجادات کے نتیجے میں سامنے آتے جا رہے ہیں، ان کے بارے میں افراط و تفریط، تجدد اور جمود دونوں کے راستے غلط ہیں، ان مسائل کو سرے سے نظر انداز کرنا نئی چیزوں کے استعمال کے ترک کا علی الاطلاق مشورہ دینا جس طرح غلط اور ناقابل عمل ہے اسی طرح تجدد و مذہب بیگانگی کے تحت ہر نئی چیز کو اس کی اصلی حالت میں جائز قرار دے لینا اور اس سلسلہ میں شرعی احکام کو یکسر نظر انداز کر دینا بھی ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی ضرور رساں ہے، خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایسے صاحب فکر اور بالغ نظر علماء اب بھی موجود ہیں اور ایسی قابل ذکر تعداد میں موجود ہیں کہ اس کی مثال شاید ہی کوئی دوسرے مسلم آبادی والے ممالک (خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم) پیش کر سکیں، یہی حضرات اس سلسلہ میں توازن و اعتدال پڑنی قدم اٹھا کر صرف ہندوستان کے نہیں بلکہ انشاء اللہ ساری دنیائے اسلام کے مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دیں گے۔

اس مجلس نے جو کام اپنے ذمہ لیا ہے وہ اہم ہونے کے ساتھ بہت بڑا بھی ہے، ایسے مسائل ایک دو نہیں بے شمار ہیں، بہر حال وہ اس میں سے اہم ترین مسائل کو ایک ایک دودو کر کے اپنے ہاتھ میں لے گی، اور ان کے بارے میں سوالنامے اور استفتاء تیار کر کے ہندوستان اور بیرون ہند کے صاحب فتویٰ علماء کے پاس ان کی رائے حاصل کرنے کی غرض سے بھیجے گی، اور جو جوابات موصول ہوں گے سب کمیٹی ان کی شرعی تنقیحات کے بعد اپنی سفارشات مجلس کی بنیادی کمیٹی کے سامنے رکھے گی، اور جس سفارش سے کمیٹی کے تین چوتھائی ارکان متفق ہوں گے وہ قابل قبول ہوگی۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ مجلس، محض پرسنل لاء میں مجوزہ ترمیمات پر غور کے لئے بنی ہے اور کسی اعتبار سے سیاسی نوعیت رکھتی ہے، اس کا کام بہت وسیع ہے، اور اسے وہ خالص علمی اور تحقیقاتی انداز میں انجام دینا چاہتی ہے، خدا کرے اسے اس کام میں کامیابی نصیب ہو اور اس کے عملی نتیجے جلد ملت اسلامیہ کے سامنے نکلنے لگیں۔ (روزنامہ سیاست، کانپور، یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

### مجلس کے پہلے ناظم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس تحقیقات شرعیہ کی ذمہ داری مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ کے سپرد کی، جو وسیع النظر عالم دین ہونے کے ساتھ تحقیقی ذوق کے حامل بھی تھے، اور موجودہ حالات میں جدید مسائل کے حل کے لئے اجتماعی کوشش کے داعیوں میں سے تھے، انہوں نے مجلس کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور اس سے منظم و مربوط کرنے کی پوری کوشش کی، ابتدائی تخیل کو عملی صورت سے ہمکنار کرنا مشکل کام ہوتا ہے، مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ ان کاموں کے ساتھ انشورنس کے موضوع پر تفصیلی تحریر اور سوالنامہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ ۱۹۶۳ء میں ان کی تقرری ناظم سنی دینیات کی حیثیت سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہو گئی، اور وہ ندوہ سے علی گڑھ منتقل ہو گئے۔

## کام کا آغاز

مجلس کے پہلے ناظم مولانا محمد تقی امینی صاحب نے مجلس کے قیام کے پہلے دن سے ہی مجلس کی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا، سب سے پہلے مجلس کے منتخب اراکین کو مجلس کے قیام اور رکنیت کو قبول کرنے کے بارے میں اطلاع دی گئی، اسی کے ساتھ ملک کے ممتاز علماء، دانشوران سے رابطہ کیا گیا، انہیں مجلس کے مقاصد سے باخبر کرایا، اسی طرح اس وقت ملک سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسائل اور ہفت روزہ اور روزنامہ اخبارات کے مدیران کو مجلس کے قیام اور اس کے مقاصد اور اراکین کے بارے میں اطلاع دی گئی۔

کارروائی رجسٹر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا تقی امینی صاحب نے ان تمام امور کو منصوبہ بند طریقہ سے بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینا شروع کیا، بیک وقت کئی جہت میں ان کا دماغ متحرک تھا، مذکورہ کاموں کے ساتھ انشورنس کے مسئلہ کو ترجیحی طور پر آئندہ غور و فکر کے لئے منتخب کیا گیا، اور اس کی تیاریاں شروع ہو گئیں، مولانا نے اس بارے میں ملک کے اکثر معروف دارالافتاء سے رابطہ کیا، اور ان سے انشورنس کے بارے میں رائے طلب کی۔

ان کاموں کے ساتھ دفتر کے لئے ضروری سامان کی خریداری اور دفتر کے قیام کا عمل انجام پایا، ان تمام باتوں کا ذکر حساب و کتاب کے رجسٹر میں تفصیل میں موجود ہے۔

## مجلس کی دوسری مشاورتی نشست

مجلس کی دوسری نشست ۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء کو مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندویؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں درج ذیل ارکان شامل ہوئے:

۱۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

۲۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۳۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۴۔ مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ

۵۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ

۶۔ مولانا محمد عمران خان ندویؒ

۷۔ مولانا فخر الحسنؒ (دیوبند)

۸۔ مولانا مجیب اللہ ندویؒ

۹۔ مولانا محمد تقی امینیؒ

۱۰۔ مولانا اویس ندویؒ

۱۱۔ مولانا شاہ عون احمد قادریؒ

۱۲۔ مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ

۱۳۔ مولانا مفتی ظفر الدینؒ

۱۴۔ مولانا محمد اسحاق ندویؒ

اس نشست میں شرکت کے لئے مذکورہ شخصیات کے علاوہ مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مولانا حبیب الرحمن اعظمی (محدث کبیر) اور مولانا عبدالرحمن پالن پوری (مہتمم مدرسہ چھاپی، گجرات) کو بھی دعوت دی گئی تھی، مگر یہ حضرات شریک نہیں ہو سکے۔

اس نشست میں انشورنس کے موضوع پر مولانا محمد تقی امینی کی تحریر پیش کی گئی تاکہ اسے آخری شکل دی جاسکے، اس کے علاوہ مولانا تقی امینی صاحب کا استعفیٰ منظور ہوا اور ان کی جگہ دارالعلوم کے ایک مؤقر، کثیرالمطالعہ اور تجربہ کار استاد مولانا اسحاق سندیلوی ندوی کو مجلس کا ناظم مقرر کیا گیا، اور سوالنامہ مرتب کرنے والی کمیٹی میں مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور دارالعلوم کے استاذ و مفتی ندوہ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی کا نام شامل کیا گیا۔ (کارروائی رجسٹر)

## انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اور اس کی ترسیل

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد تقی امینی صاحب نے انشورنس کے موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا جسے مجلس کے دوسرے اجتماع میں اراکین کے سامنے پیش کیا گیا، یہ سوالنامہ ایک مقالہ کی شکل میں تھا جس میں مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے بعض نئی جہتوں کی نشاندہی کی گئی تھی، مجلس کے اراکین نے اس مسئلہ پر دوسرا سوالنامہ مرتب کرنے کو بہتر سمجھا، چنانچہ مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب نے اس مسئلہ پر دوبارہ سوالنامہ مرتب فرمایا، اور ارکان کی منظوری کے بعد نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء کے درمیان ان علماء کی خدمت میں بھیجا جن کا انتخاب مجلس نے کیا تھا۔

(قلمی رپورٹ، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء)



مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے مجموعہ مقالات جو اہر الفقہ میں یہ مکمل سوالنامہ درج ہے، اس سوالنامہ میں بیہ کی حقیقت، بیہ کی قسمیں، زندگی کا بیہ، املاک کا بیہ، ذمہ داریوں کا بیہ، بیہ کے مصالح، بیہ کے مفاسد پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، یہ سوالنامہ مجلس کے کنوینر کے فقہی ذوق اور وسعت مطالعہ کا بہترین نمونہ ہے۔

انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں

انشورنس کے مسئلہ پر درج ذیل علماء کے مقالات موصول ہوئے:

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (دارالعلوم کراچی، پاکستان)، تاریخ تحریر: ۲۱ شوال

۱۳۸۲ھ

۲۔ مولانا مفتی محمد ولی حسن خاں ٹونکی (جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی)

مع تصویب مولانا محمد یوسف بنوری، تاریخ تحریر: ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

۳۔ مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب (مدرسہ جامع العلوم کانپور) تاریخ تحریر:

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

۴۔ مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہان پوری (دارالافتاء، دیوبند)

۵۔ مولانا محمد ہارون بلوچستانی (دارالافتاء دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈوالہار، پاکستان)

مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، تاریخ تحریر: ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

۶۔ مولانا عروج احمد قادری (مدیر زندگی، رامپور)

۷۔ مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری (دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور)

۸۔ مولانا عبید اللہ رحمانی (مبارکپور) تاریخ تحریر: ۱۷ رجب ۸۲ھ

۹۔ مولانا محمد یحییٰ قاسمی (مفتی دارالافتاء، امارت شرعیہ بہار)، تاریخ تحریر: ۱۷ شعبان

۱۳۸۲ھ

۱۰۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدین (دارالعلوم دیوبند) مع تصدیق مولانا فخر الحسن صاحب،

تاریخ تحریر: ۲۴ رمضان ۱۳۸۲ھ

۱۱۔ مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (جامعہ ملیہ، نئی دہلی)، تاریخ تحریر: ۲۷ جنوری

۱۹۶۵ء

مذکورہ بالا شخصیات کے مقالات اور ان کے آراء موصول ہونے کے بعد مجلس کے ناظم مولانا اسحاق سندیلوی صاحب نے ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء کو سارے مقالات سائیکلو اسٹیٹ میں طبع کرا کے اراکین مجلس کی خدمت میں بھیجا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحاق سندیلوی، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء)

انشورنس کے مسئلہ پر بعض اہم مکتوبات بھی ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن میں مذکورہ مسئلہ کی تائید و تصدیق کی گئی تھی، مکتوب نگار کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مکتوب مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، تاریخ تحریر: ۳/

جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

۲۔ مکتوب پروفیسر عبدالوہاب بخاری (نیوکالج، مدراس)، تاریخ تحریر: ۷ اگست

۱۹۶۵ء

۳۔ مکتوب مولانا عبدالماجد دریابادی، تاریخ تحریر: اکتوبر ۱۹۶۵ء

انشورنس کے مسئلہ پر موصول ہونے والے بعض مقالات مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیت علماء ہند) کے پاس تجزیہ کے لئے بھیجے گئے تھے، مولانا محمد میاں صاحب نے ان مقالات پر اپنی رائے دی، مولانا کی تحریر پر ۲ رجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی تاریخ درج ہے۔

مجلس کی تیسری مشاورتی نشست

۱۵، ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، ۱۵ دسمبر کی

نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریابادی نے کی، اور اس میں درج ذیل ارکان

شامل ہوئے:

۲۔ مولانا اولیس ندوی

۱۔ مولانا عبدالماجد دریابادی

- ۳۔ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ  
 ۴۔ مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ  
 ۵۔ مولانا شاہ سید منت اللہ رحمانیؒ  
 ۶۔ مولانا ظفر الدینؒ  
 ۷۔ مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ  
 ۸۔ مولانا شاہ عون احمد قادریؒ  
 ۹۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ  
 ۱۰۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ  
 ۱۱۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ  
 ۱۲۔ مولانا فخر الحسن صاحبؒ
- ۱۶ دسمبر کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمن عثمانی نے فرمائی، اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئے:

- ۱۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ  
 ۲۔ مولانا فخر الحسن صاحبؒ  
 ۳۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ  
 ۴۔ مولانا محمد اویس ندویؒ  
 ۵۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ  
 ۶۔ مولانا شاہ عون احمد قادریؒ  
 ۷۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدینؒ  
 ۸۔ مولانا محمد رضا انصاری فرنگی محلیؒ  
 ۹۔ مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ  
 ۱۰۔ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
- اس نشست میں مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیت علماء ہند) اپنی مصروفیات کی بناء پر نہیں شریک ہو سکے، البتہ ان حضرات نے اپنی رائے بھیج دی۔
- نشست میں گذشتہ کاروائی کی منظوری، حسابات کی تصدیق و تحسین ساتھ انشورنس کے مسئلہ پر بحث و تجویز اور غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا گیا۔

### انشورنس کے مسئلہ میں مجلس کا فیصلہ

مجلس کے اراکین نے انشورنس کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا:

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ربوہ و قمار لازم ہے، اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اسلامی اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب ہے، لیکن جان و مال کے تحفظ و بقا کا جو مقام شریعت

اسلامیہ میں ہے، مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے، نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی راستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح ذخیل ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں، اور جان و مال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائیداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا علماء کرام کے قول کی بناء پر شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء نے دستخط کئے:

- ۱۔ مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ  
 ۲۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدین (دارالعلوم دیوبند)  
 ۳۔ مولانا ابواللیث ندوی (امیر جماعت اسلامی ہند)  
 ۴۔ مولانا محمد رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)  
 ۵۔ مولانا شاہ معین الدین ندوی (دارالمصنفین اعظم گڑھ)  
 ۶۔ مولانا فخر الحسن صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)  
 ۷۔ مولانا شاہ عون احمد قادری (سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف)  
 ۸۔ مولانا منت اللہ رحمانی (سجادہ نشین خانقاہ مونگیر)  
 ۹۔ مولانا محمد اویس ندوی (شیخ النفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء)  
 ۱۰۔ مولانا محمد منظور نعمانی (مدیر الفرقان، لکھنؤ)  
 ۱۱۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی (صدر شعبہ دینیات علی گڑھ)  
 ۱۲۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی
- (تجویر مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب مولانا محمد اسحاق سندیلوی ندوی، ص: ۱۲)

مجلس کے رکن مولانا ابواللیث ندویؒ کا اس فیصلہ پر یہ وضاحتی نوٹ بھی درج ہے کہ ان کی رائے اس مسئلہ میں ذاتی حیثیت سے ہے۔ (کارروائی رجز قلمی)

مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب نے اسی وقت مجلس کا مکمل فیصلہ مرتب کر کے شائع فرمایا، اور ہندوستان و پاکستان کے ممتاز علماء، ارباب افتاء اور علمی رسائل و مجلات کے مدیران کی خدمت میں ارسال کیا۔

### مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر

مجلس کے فیصلہ پر علماء کے جانب سے اتفاق و اطمینان کا تاثر سامنے آیا وہیں اختلاف کا اظہار کیا گیا، علمی رسائل میں اس بارے میں مضامین بھی شائع ہوئے، خاص طور پر اس بارے میں ماہنامہ الفرقان لکھنؤ نے اتفاق و تائید اور ماہنامہ زندگی رامپور نے اختلاف رائے کا اظہار کیا، اس کے علاوہ انفرادی طور پر بھی بہت سی تحریریں موصول ہوئیں۔ (قلمی رپورٹ) اہل علم کے اس رویہ پر مجلس نے جو موقف اختیار کیا وہ ندوہ کے منج اعتدال کا عین مصداق تھا، مجلس کے ناظم مولانا اسحاق سندیلویؒ نے اپنی ایک رپورٹ میں اس بارے میں اظہار خیال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

بعض علماء اور غیر علماء حضرات نے نجی خطوط کے ذریعہ بھی اپنے اختلاف کا اظہار کیا، ان خطوط کے جواب میں راقم سطور نے عموماً بحث و مباحثہ سے اجتناب کا طریقہ اختیار کیا، اور یہ جواب دیا کہ آپ کو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے، اور میں آپ کی رائے کا احترام کرتا ہوں، لیکن اس طرح دوسرے کو بھی اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق دیجئے، عامہ مسلمین کے سامنے دونوں رائیں پہنچ جائیں گی، انہیں اختیار ہے کہ جس پر چاہیں عمل کریں، اس طریقہ کو اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ مجلس کے سامنے سب پہلو آچکے تھے، اور ان پر غور و خوض کیا جا چکا تھا، کسی نئے پہلو سے روشناس ہونے کی توقع نہ تھی، اس لئے بحث و مباحثہ میں مشغول ہونے میں ضیاع وقت کا اندیشہ اور فائدہ سے مایوسی

تھی، الحمد للہ یہ طرز مفید ثابت ہوا، اور خط و کتابت میں بہترین وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب، پیش کردہ ۲۷ مئی ۱۹۶۷ء)

### سرکاری قرضہ اور رویت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری

انشورنس کے فیصلہ کے بعد رویت ہلال اور سرکاری قرضوں کو موضوع بنایا گیا، رویت ہلال کے مسئلہ پر مولانا مننت اللہ رحمانی نے تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا، جبکہ سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب نے سوالنامہ تیار کیا، ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء کو سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ اور ۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو رویت ہلال کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ علماء و اصحاب افتاء کی خدمت میں بھیجا گیا، ۳۰ نومبر ۱۹۶۶ء کو ان دونوں موضوعات پر موصولہ تحریروں کو سائیکلو اسٹیٹ کرا کے اراکین مجلس کی خدمت میں غور و فکر کے لئے بھیجا گیا۔

### رویت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں

اس موضوع پر جن علماء و ارباب افتاء کی تحریریں اور جوابات مجلس کو موصول ہوئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

- ۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (ناظم دارالعلوم کراچی)
- ۲۔ مولانا محمد وجیہ صاحب، مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، (مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈوالہار، پاکستان)
- ۳۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند) مع تصویب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب و مفتی محمود صاحب
- ۴۔ مولانا عبد الماجد دریابادی (مدیر صدق جدید)
- ۵۔ مولانا عبد الصمد رحمانی (نائب امیر شریعت، امارت شرعیہ، بہار)
- ۶۔ مولانا یحییٰ قاسمی (دارالافتاء امارت شرعیہ، بہار)

۷۔ مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری (دارالافتاء مظاہر علوم، سہارنپور) مع تصویب  
مولانا مفتی سید محمد یحییٰ صاحب سہارنپوری

۸۔ مولانا سید عروج احمد قادری (مدیر ماہنامہ زندگی، رامپور)

۹۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ، نئی دہلی)

۱۰۔ مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (ناظم شعبہ دینیات، جامعہ ملیہ، دہلی)

### مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست

۳/۴ مئی ۱۹۶۷ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کے اراکین کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، جس میں رویت ہلال، سرکاری قرضہ جات اور دیگر موضوعات زیر بحث آئے، ۳/۴ مئی کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

۱۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی

۲۔ مولانا شاہ عون احمد قادری

۳۔ مولانا محمد عمران خان ندوی

۴۔ مولانا مجیب اللہ ندوی

۵۔ مولانا مفتی ظفر الدین

۶۔ مولانا محمد اولیس ندوی

۷۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۸۔ مولانا محمد منظور نعمانی

۹۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۱۰۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۱۱۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۱۲۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۱۳۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۱۴۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

جنگہ ۴/۴ مئی کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمن عثمانی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

۱۔ مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی

۲۔ مولانا محمد منظور نعمانی

۳۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۴۔ مولانا شاہ معین الدین ندوی

۵۔ مولانا محمد عمران خان ندوی

۶۔ مولانا مفتی ظفر الدین

۷۔ مولانا محمد اسحاق ندوی سندیلوی

۸۔ مولانا مجیب اللہ ندوی

علاوہ رویت ہلال کا مسئلہ پیش ہوا، اور طے ہوا کہ اس سے متعلق تجویز مولانا ظفر الدین صاحب تیار کر کے دوسرے دن پیش کریں، چنانچہ دوسرے دن کی نشست میں مولانا ظفر الدین صاحب کی تحریر کردہ تجویز پیش ہوئی، اور ترمیمات کے بعد منظور ہوئی، اس کے علاوہ سرکاری قرضوں کا مسئلہ بھی پیش ہوا اور طے ہوا کہ اس مسئلہ پر آئندہ مزید غور و فکر کر کے رائے قائم کی جائے۔

اس نشست میں یہ بھی طے ہوا کہ مسلم پرسنل لا کو مرتب کیا جائے، اور خاص طور پر اس کی کلامی بحثوں کو نمایاں کیا جائے، اس کام کی ذمہ داری مولانا اسحاق سندیلوی صاحب کو دی گئی۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

### رویت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ

رویت ہلال کے مسئلہ پر اجتماعی غور و فکر کے بعد درج فیصلہ ہوا:

۱۔ نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، اختلاف مطلع مسلم ہے، یہ ایک واقعاتی چیز ہے، اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں، کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطلع معتبر ہے یا نہیں؟ تحقیق فقہاء احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطلع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

۳۔ بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہے کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رویت دوسرے کے لئے لازم کر دی جائے تو مہینہ کسی جگہ ۲۸ دن کا رہ جائے گا اور

کسی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رویت میں عادیۃً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا ہے، فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو غالباً ۵۰۰، ۶۰۰ میل ہوتا ہے، بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں، اور اس سے کم کو بلاد قریبہ، مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے، اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

۵۔ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہندوپاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے، ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اسی بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

۶۔ مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہندوپاک کے مطلع سے علیحدہ ہے، جہاں کی رویت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی یہاں والوں کے لئے ہر حال میں لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہندوپاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

۷۔ ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہے، معتبر نہیں ہے، اور شریعت نے اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ملتا ہے اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموماً شہر میں ہوا کرتی ہے تاکہ مکان اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے

میں حائل نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے، تو وہ وہاں کی زمین والوں کے لئے معتبر رویت قرار نہیں پائے گی۔

۸۔ ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان خبر ہے، شہادت اصطلاحی نہیں ہے، ریڈیو کی مطلقاً اجمالی خبر کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا ہے یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے، اور صرف اس طرح کی خبر پر صوم یا افطار صوم درست نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی جگہ کی خبر متعلق مختلف شہروں کے ریڈیو کا اعلان بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

۹۔ ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ تفصیلی ہو، اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا اعلان کر دیا ہے، اس طرح کی صراحت کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار صوم درست ہے۔

۱۰۔ ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگر کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور خبر کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) کے فیصلہ کا اعلان کرے تو بھی یہ خبر قابل تسلیم ہوگی، اور صوم و افطار صوم کا حکم درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم و افطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔ مگر یہ واضح رہے کہ ریڈیو کی خبر سن کر ہر شخص کو بطور خود فیصلہ کا اختیار نہ ہوگا، کیونکہ وہ خبر کی شرعی حیثیت کو نہیں سمجھ پائے گا، اس لئے سننے والوں کا فرض ہوگا

کہ اپنے یہاں کے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں، اور ان کے فیصلہ پر عمل کریں، یہ مسئلہ شرعاً انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

۱۲۔ پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اس وقت ہوگا جب اس کی اطلاع اصول و احکام مذکور کے مطابق ہو۔

۱۳۔ مختلف شہروں کے ریڈیو الگ الگ خبریں دیں کہ یہاں چاند دیکھا گیا تو اس تعداد خبر کی بنیاد پر غور کر کے فیصلہ کرنا کہ یہ خبر مستفیض ہے کہ نہیں، اور یہ اعلان قابل اعتبار ہے یا نہیں، علماء کا کام ہے، عوام کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

۱۴۔ تاریخ، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظامات کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تاریخ، ٹیلی فون اور خطوط آئیں اور علماء محسوس کریں کہ اس سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے، تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول قرار پائے گا۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء کے دستخط ہیں:

۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۲۔ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ

۳۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدینؒ ۴۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۵۔ مولانا احمد عروج قادریؒ ۶۔ مولانا محمد اویس ندویؒ

۷۔ مولانا عمران خان ندویؒ ۸۔ مولانا مجیب اللہ ندویؒ

۹۔ مولانا عتیق الرحمن عثمانیؒ ۱۰۔ مولانا اسحاق سندیلوی ندویؒ

مولانا عبد الماجد ریابادیؒ فیصلہ والی نشست میں موجود نہیں تھے، جب انہیں اس

فیصلہ کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے فیصلہ شق ۴ میں اپنی جانب سے ایک نوٹ شامل کرنے

کی تجویز دی، نوٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کا چارٹ ماہرین فلکیات ہی تیار کر سکتے ہیں،

ایک ماہ کی مسافت کی دوری کا معیار اب کام نہیں دے سکتا۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

چنانچہ مولانا دریا بادی کے ایک نوٹ کے ساتھ مذکورہ فیصلہ شائع کیا گیا۔

حکومت سے قرضہ حاصل کرنے کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات

مولانا محمد اسحاق سندیلوی ندوی نے اس موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب کیا، جس میں

قرضہ لینے کی ضرورت، اس کے نقصانات، افراد کو حکومت کی طرف سے دئے والے

قرضے، ملازمین کو ملنے والے قرضے، امداد باہمی سوسائٹیوں کے ذریعے دئے جانے والے

قرضے، مالیاتی اداروں اور سود اور ٹیکس میں فرق وغیرہ کو تفصیل سے واضح کیا گیا تھا، اس

مسئلہ پر درج ذیل مقالات مجلس کو موصول ہوئے:

۱۔ مفتی محمد شفیع صاحب دارالافتاء، دارالعلوم کراچی، پاکستان، تاریخ تحریر: ۴ ذیقعدہ

۱۳۸۶ھ

۲۔ مولانا محمد وجیہ صاحب، مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ، ضلع حیدرآباد پاکستان مع

تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، تاریخ تحریر: ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

۳۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب

۴۔ مولانا محمد یحییٰ قاسمی، مفتی دارالافتاء، امارت شریعہ بہار، تاریخ تحریر: ۱۴ صفر ۱۳۸۶ھ

۵۔ مولانا عبدالصمد رحمانی، دارالتالیف مانڈر، کھلڑیا، ضلع مونگیر، تاریخ تحریر: ۱۳/

جولائی ۱۹۶۶ء

۶۔ مولانا محمد میاں صاحب، دارالافتاء مدرسہ امینیہ، دہلی، تاریخ تحریر: ۲۵ ربیع الثانی

۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۶۶ء

۷۔ مولانا سید احمد عروج قادری، تاریخ تحریر: ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء

۸۔ مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری، دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مع

تصویب مولانا مفتی سید محمد یحییٰ سہارنپوری

۹۔ مولانا شمس الحق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ رحمانی، مونگیر)

۱۰۔ مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی

## مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم

مجلس کے پہلے ناظم مولانا تاقی امینی کے علی گڑھ جانے کے بعد دوسری مشاورتی نشست منعقدہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء میں مجلس کی ذمہ داری دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سینئر استاذ مولانا اسحاق سندیلوی ندوی کے سپرد کی گئی، مولانا سندیلوی صاحب نے مجلس کے تخیل کو عملی صورت دینے کی بڑی کامیاب کوشش کی، ملک کے نامور علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مذکورہ تین اہم ترین مسائل پر اجتماعی غور و فکر کا نظام بنانا مولانا سندیلوی کی کوششوں کا ثمرہ ہے، مولانا نے اپنی علمی و عملی کوششوں سے نہ صرف نئے مسائل پر غور و فکر کرنے کے رجحان کو نئے بال و پر عطا کئے بلکہ انہوں نے ندوۃ العلماء اور بطور خاص مجلس تحقیقات شرعیہ کو علمی و فقہی دنیا میں ایک شناخت عطا کی، لیکن افسوس کہ ۱۹۷۰ء میں مولانا کے کراچی پاکستان تشریف لے جانے کی وجہ سے علم و فقہ کے اس کارواں کی رفتار سست پڑ گئی، ان کے بعد مولانا محمد برہان الدین سنہلی صاحب مجلس کے تیسرے ناظم مقرر ہوئے، مولانا نے دارالعلوم میں تدریسی خدمات کے ساتھ اس ذمہ داری کو بھی سنبھالا، آپ کے دور میں مجلس کی ایک مشاورتی نشست ہوئی، اس کے بعد مجلس کے طریقہ کار میں بڑی تبدیلی آئی، اور مجلس کی سرگرمیوں کا رخ اجتماعی غور و فکر سے انفرادی تحقیق میں تبدیل ہو گیا۔

## مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست

مجلس تحقیقات شرعیہ کی پانچویں مشاورتی نشست ۱۵، ۱۶، ۱۷ مئی ۱۹۷۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقد ہوئی، جس میں سرکاری قرضہ کے علاوہ مجلس کے طریقہ کار اور دیگر موضوعات پر گفتگو ہوئی، اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئیں؛

- ۱۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی
- ۲۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
- ۳۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانی
- ۴۔ مفتی نظام الدین صاحب
- ۵۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی
- ۶۔ مولانا شاہ عون احمد پھلواری

- ۷۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی
- ۸۔ مولانا سید عروج احمد قادری
- ۹۔ مولانا محمد منظور نعمانی
- ۱۰۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدین
- ۱۱۔ مولانا محمد عمران خان ندوی
- ۱۲۔ مولانا محمد تقی امینی
- ۱۳۔ مولانا مفتی محمد رضا انصاری
- ۱۴۔ مولانا محمد اولیس ندوی
- ۱۵۔ مولانا محمد برہان الدین سنہلی
- ۱۶۔ مولانا شبیر احمد میرٹھی
- ۱۷۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی تحریک پر پہلے دن کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی جبکہ دوسرے دن کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمن عثمانی صاحب نے، ان دونوں نشستوں میں درج ذیل کاروائی انجام پائی:

۱۔ حکومت سے قرض لینے کے مسئلہ میں اراکین مجلس اور مدعوین کے درمیان باہم بحث و مباحثہ کے بعد ایک سب کمیٹی بنائی گئی تاکہ مذکورہ گفتگو کی روشنی میں بیان تیار کرے، اس سب کمیٹی میں درج ذیل افراد شامل تھے:

- ۱۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب
- ۲۔ مولانا مفتی محمد ظفر الدین صاحب
- ۲۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب
- ۳۔ مولانا برہان الدین سنہلی صاحب

مولانا مفتی نظام الدین صاحب اور مولانا منت اللہ رحمانی صاحب نے تحریری بیان مرتب فرمایا، دوسری نشست میں یہ تحریریں پیش کی گئیں، ان پر غور و فکر اور بحث و گفتگو کے بعد شرکاء کو محسوس ہوا کہ اس مسئلہ پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے، چنانچہ مزید غور و فکر کے لئے درج ذیل اراکان پر مشتمل پھر ایک سب کمیٹی بنائی دی گئی:

- ۱۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی
- ۲۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
- ۳۔ مولانا مفتی نظام الدین (دیوبند)
- ۴۔ مولانا محمد منظور نعمانی
- ۵۔ مولانا محمد برہان الدین سنہلی
- ۶۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
- ۲۔ صدر مجلس نے یہ تجویز رکھی کہ پوری مجلس کا جلد جلد جمع ہونا حضرات اراکین کی

مصروفیات و دیگر وجوہ کی بنا پر مشکل ہوتا ہے، اس لئے مناسب ہوگا کہ چند ارکان کی ایک مستقل کمیٹی مقرر کر دی جائے، وہ حسب ضرورت جلد از جلد اپنا اجتماع کر کے مسائل کے بارے میں غور و فکر و تبادلہ خیالات کیا کرے، اور پھر اس کمیٹی کے نتائج تمام حضرات ارکان کے پاس اظہار رائے کے لئے بھیج دئے جائیں، اور اگر ضرورت محسوس ہو تو پوری مجلس طلب کی جائے، چنانچہ باہمی مشورہ اور اتفاق سے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی:

- ۱۔ مولانا محمد منت اللہ رحمانی
- ۲۔ مولانا مفتی نظام الدین (دیوبند)
- ۳۔ مولانا محمد منظور نعمانی
- ۴۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
- ۵۔ مولانا محمد برہان الدین سنہلی
- ۶۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

۳۔ اس نشست میں مجلس کے صدر محترم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی ایک تحریر پڑھی گئی جس میں مولانا نے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی تدفین اور اس کے سلسلہ میں پیدا ہوئے والے اس افسوسناک اختلاف کا بھی ذکر کیا جس کا تذکرہ بعض اخبارات و رسائل میں بھی آچکا ہے، اور ہندوستان و پاکستان کے اکابر علماء و اہل فتویٰ کے ان فتاویٰ کا بھی ذکر کیا جو اس سلسلہ میں لکھے گئے ہیں، ان میں سے دو فتوے جو حال ہی میں لکھے گئے ہیں (ایک مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوری کا اور دوسرا مولانا حبیب الرحمن اعظمی کا) مجلس میں پڑھے گئے اور اس کے بعد باتفاق حسب ذیل تجویز منظور کی گئی:

مجلس کے ہم تمام ارکان اس شرعی رائے سے متفق ہیں جو مسئلہ کے بارے میں ان دونوں فتویٰ میں ظاہر کی گئی ہے، اور فیما بینا و بین اللہ اس پر مطمئن ہیں کہ تدفین کی جو صورت بیان کی گئی ہے اس میں تدفین شرعاً متحقق ہوگی، اور قطع نظر اس سے کہ تدفین کس طرح ہوئی، اور اس میں کیا اور کس درجہ خامی رہ گئی، اب میت کو وہاں سے منتقل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے، بلکہ اس میں بہت بڑے اور دور رس مفسد ہیں، اور ہندوستان یا پاکستان کی حکومتوں کو اس میں مداخلت کی دعوت دینا تو بہت ہی خطرناک ہے، بالخصوص اس صورت میں کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خاندان جو شرعی ولی بھی ہیں اس منتقلی کے لئے کسی

طرح راضی نہیں ہیں۔

اس لئے مجلس ان حضرات سے جو غالباً حضرت رائے پوری کی محبت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر رائے پور منتقلی کی تجویز پر اصرار کر رہے ہیں، درد مندانہ اپیل کرتی ہے کہ جو کچھ ہو چکا اس کو تقدیر الہی سمجھ کر اس مسئلہ کو اب ختم کر دیا جائے، یقین ہے کہ رفع نزاع کی نیت سے اور حکم شرعی کے تحت اپنے جذبات کے خلاف یہ اقدام کرنا ان حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی مسرت کا باعث ہوگا۔  
(کارروائی رجسٹر قلمی)

### مجلس کی کوششیں۔ نئے انداز میں

مجلس کے نئے ناظم مولانا محمد برہان الدین سنہلی صاحب نے مجلس کے طے کردہ مسائل اور ان کے علاوہ دیگر پیش آمدہ مسائل پر تحقیقی مقالات و رسائل تیار کرنے کا کام شروع کیا، اور اس انداز سے مجلس تحقیقات کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہو گئے، دور حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل پر مولانا نے اپنی تحقیقات پیش کیں، جو کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع ہوتے رہے، ابتدائی دور میں ہی رویت ہلال کے موضوع پر قیام کتاب، بینک انٹرسٹ اور سرکاری قرضوں کا مسئلہ اور دیگر تحقیقی مقالات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کے قیام کے بعد سے ہی جدید فقہی مسائل پر مشتمل استفتاءات و سوالات ملک و بیرون ممالک سے مجلس کے پاس آنے لگے تھے، مولانا برہان الدین سنہلی صاحب کے دور میں اس تعداد میں خاصا اضافہ ہو گیا، مولانا نے ایسے تمام سوالات اور علمی اشکالات کے جوابات تحقیقی انداز میں لکھے، اس طرح کے سوالات و جوابات کا بڑا حصہ مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت تھی، مجلس نے اس کے قیام کے ابتدائی سالوں میں عصری مسائل کے لئے ملک کے صف اول کے علماء اور ارباب



افتاء کو ایک اسٹیج پر جمع کر کے مسائل پر اجتماعی غور و فکر کی نئی راہ دکھائی، انشورنس اور رویت ہلال جیسے موضوع پر اجتماعی غور و فکر سے حل تلاش کیا گیا، وہیں مجلس کے اس اقدام اور ملک کے ہر مکتب فکر کے ممتاز علماء کی شرکت کے ذریعہ علمی حلقوں میں وقت کے پیدا شدہ مسائل کے حل کی جانب توجہ عام ہوئی، اور اہل علم اس جانب متوجہ ہوئے، جدید مسائل کی طرف اہل علم کی توجہ مبذول کرانا اور ایسے مسائل پر کھلے ذہن کے ساتھ سوچنے اور انفرادی و اجتماعی طور پر غور کرنے کا مزاج بنانا مجلس کا تنہا ایک کام ہے جسے تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جانا چاہیے۔

### تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت

گذشتہ کئی سالوں سے ندوۃ العلماء کے ذمہ داران اور کلیۃ الشریعہ کے سینئر اساتذہ اس بات کے لئے فکر مند تھے کہ کسی طرح مجلس تحقیقات شرعیہ کو زندہ کیا جائے، اور اس کی سرگرمیوں کو دوبارہ بحال کیا جائے، تاکہ مجلس کے ذریعہ شرعی موضوعات پر تحقیقی کاموں کا سلسلہ شروع ہو، اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مختلف اساتذہ سے فقہی اور شرعی موضوعات پر تحقیقی کام کرایا جاسکے، نیز اس کے ذریعہ دارالعلوم کے طلبہ میں فقہی اور تحقیقی ذوق کو نکھارنے میں مدد ملی جاسکے۔

### نئے سکریٹری کا انتخاب

اسی ضرورت کے پیش نظر مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب کی حیات میں ہی ندوۃ العلماء کے ذمہ داران نے مجلس کی احیاء کا فیصلہ فرمایا، اور اس بارے میں باضابطہ ایک رسمی تحریر مورخہ ۳ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو دفتر نظامت سے جاری ہوئی، جس میں دارالعلوم ندوۃ کے سینئر استاذ اور جدید مسائل پر گہری نظر رکھنے والے مولانا عتیق احمد بستوی کو اس ادارہ کی ذمہ داری دی گئی، اور ان سے مجلس کا نیا نظام بنانے کے لئے کہا گیا۔

مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم سے تبادلہ خیال کر کے مجلس کا نیا نظام بنایا، لیکن اتفاق کہ ان دنوں دارالعلوم میں جاری کچھ دیگر مسائل کی وجہ سے مجلس کا آغاز نہیں ہو سکا، اس درمیان مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب بھی ۱۷/ جنوری ۲۰۲۰ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے، ان اسباب کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی گئی، بالآخر ۱۶ فروری ۲۰۲۰ء کو مجلس کے معاونین متعین ہوئے، اور اس کے چند دن بعد ہی مجلس کا نیا دفتر اپنے نئے ذمہ دار و معاونین کے لئے تیار ہو گیا، اور اس طرح ایک طویل وقفہ کے بعد مجلس تحقیقات کا دفتر دوبارہ علمی و تحقیقی کاموں کے لئے کھل گیا۔

### مقاصد میں توسیع

مجلس کے موجودہ سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے عصری مسائل کے لئے قائم فقہی اکیڈمیوں کے کاموں اور موجودہ حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر مجلس کے مقاصد میں قدرے توسیع کی، تاکہ مجلس کا دائرہ محدود نہ رہے، اب مجلس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ دور حاضر کے پیدا کردہ نئے مسائل نیز وہ قدیم احکام و مسائل جو بدلے ہوئے عالمی یا ملکی حالات میں از سر نو غور و خوض کے محتاج ہیں ان پر اجتماعی غور و خوض اور شرعی فیصلہ کی کوشش کرنا اور امت مسلمہ کو ان فیصلوں سے واقف کرانا۔

۲۔ دور حاضر میں جن مسائل اور سوالات پر سنجیدہ بحث و تحقیق کی ضرورت ہے ان کی فہرست سازی کرنا اور ان مسائل و سوالات پر محقق علماء و فقہاء اور باصلاحیت و حوصلہ مند فضلاء مدارس و جامعات سے کتابیں اور مضامین لکھوانا اور انہیں مختلف زبانوں میں شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۳۔ اسلام کی جن تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں یا اعتراضات کئے جاتے ہیں ان موضوعات پر اطمینان بخش لٹریچر تیار کرنا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسے پھیلانے اور عام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ پوری دنیا اور خصوصاً عالم عربی اور عالم اسلامی میں فقہ اور شریعت کے بارے میں جو تحقیقی ادارے یا فقہ اکیڈمیاں ہیں، ان کے سیمیناروں، کانفرنسوں اور تحقیقی کاموں سے واقف رہنے اور ان سے علمی رابطہ رکھنے کی کوشش کرنا اور ہندوستان کے ممتاز فقہاء و علماء کو ان سے واقف کرانے کی کوشش کرنا۔

۵۔ اسلام کے عائلی قوانین (نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ) کے بارے میں ایسی کتابیں اور مضامین تیار کرنا جن میں ان قوانین کی بھرپور وضاحت ہو، ان پر کئے جانے والے اعتراضات و شبہات کے اطمینان بخش جوابات ہوں، اور دوسرے عائلی قوانین سے ان کا موازنہ بھی کیا گیا ہو۔

۶۔ ہندوستان کی اعلیٰ عدالتوں (سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ) کے مسلم پرسنل لا کے بارے میں دئے گئے مخالف شریعت فیصلوں کا قانونی اور شرعی جائزہ تیار کرنا اور اسے شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۷۔ دارالافتاء ندوۃ العلماء میں آنے والے اہم اور تحقیق طلب سوالات و مسائل کا تحقیقی جواب تیار کرنا۔

۸۔ دارالعلوم ندوۃ کے طلبہ میں فقہی ذوق و مزاج کو پروان چڑھانے کے لئے اہم فقہی موضوعات پر محاضرات، مقابلے، مذاکرے منعقد کرانا۔

۹۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کم از کم دو ہونہار فضلاء جن کی فقہ و افتاء میں اچھی صلاحیت ہو، انہیں معقول اسکا لرشب کے ساتھ تصنیفی تربیت کے لئے منتخب کرنا، اور ان سے فقہی موضوعات پر علمی و تحقیقی کام لینا تاکہ مستقبل میں وہ فقہی و شرعی موضوعات پر بہتر سے بہتر کام کر سکیں۔

۱۰۔ مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے مختلف اقدامات کرنا، پروگرام بنانا، سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرنا، اسٹڈی گروپ تشکیل دینا، ورکشاپ منعقد کرنا، وغیرہ

## مجلس کے سرپرستان، ارکان مشاورت اور علمی معاونین

ذمہ داران ندوۃ العلماء کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا مکمل نظام بنایا گیا، اور مقاصد کے ساتھ طریقہ کار اور ذمہ داروں معاونین کی تحدید کی گئی۔

مجلس کے زیر اہتمام انجام پانے والے علمی و تحقیقی کاموں کی نگرانی کے لئے دو طرح کی مشاورتی کمیٹی بنائی گئی، پہلی مشاورتی کمیٹی ملک کے ممتاز اصحاب علم و تحقیق پر مشتمل ہے جبکہ دوسری دارالعلوم کے علمی و تحقیقی ذوق رکھنے والے اساتذہ پر مشتمل۔

مشاورتی کمیٹی (ملک کے ممتاز علماء):

- ۱۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (بحیثیت عہدہ)
- ۲۔ مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی (بحیثیت عہدہ)
- ۳۔ مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری (بحیثیت عہدہ)
- ۴۔ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی (بحیثیت عہدہ)
- ۴۔ مولانا عتیق احمد بستوی (سکریٹری مجلس)
- ۴۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (رکن مشاورت)
- ۵۔ مولانا عبید اللہ سعدی (رکن مشاورت)
- ۶۔ مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی (رکن مشاورت)
- مولانا محمد زکریا ندوی سنبھلی (رکن مشاورت)
- ۷۔ مولانا ڈاکٹر فہیم اختر ندوی (رکن مشاورت)
- ۸۔ مولانا مفتی راشد حسین ندوی (رکن مشاورت)
- ۹۔ مولانا فیصل احمد بھٹکی ندوی (رکن مشاورت)

مشاورتی کمیٹی (اساتذہ):

دارالعلوم کے درج ذیل اساتذہ کو مجلس کی مشاورت کا رکن نامزد کیا گیا:

- ۱۔ مولانا مفتی محمد ظفر عالم ندوی (استاذ فقہ و مفتی دارالافتاء)

- ۲۔ مولانا مفتی محمد مستقیم ندوی (استاذ فقہ و قاضی دارالقضاء)  
 ۳۔ مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی (استاذ حدیث و فقہ)  
 ۴۔ مولانا حفظ الرحمن ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)  
 ۵۔ مولانا مفتی مسعود حسن حسنی ندوی (استاذ فقہ و مفتی دارالافتاء)  
 مجلس کے علمی معاونین:

دارالعلوم میں علمی ذوق رکھنے والے درج ذیل نوجوان اساتذہ کو مجلس کا معاون علمی مقرر کیا:

- ۱۔ مولانا رحمت اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)  
 ۲۔ مولانا محمد نصر اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)  
 ۳۔ مولانا ڈاکٹر محمد علی ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)  
 آفس سکریریٹری:

مجلس کی انتظامی ذمہ داری راقم سطور (منور سلطان ندوی) کے سپرد کی گئی، کہ میں فتاویٰ ندوۃ العلماء کی ترتیب و تحقیق کے ساتھ اس اضافی ذمہ داری کو بھی انجام دوں۔

سرگرمیوں کا آغاز اور ترجیحی کام

مجلس کے سکریریٹری، معاونین اور مشاورت میں شامل اساتذہ سے مشورہ کے بعد ترجیحی طور پر ان مقالات کی ترتیب و تحقیق اور اشاعت کا پروگرام بنایا گیا ہے جو مجلس کے زیر اہتمام مذکورہ تین مسائل پر مجلس کو موصول ہوئے تھے:

- ۱۔ انشورنس کے موضوع پر مجلس کا فیصلہ اور اس سے متعلق لکھے گئے مقالات  
 ۲۔ رویت ہلال کے موضوع پر مجلس کا فیصلہ اور اس سے متعلق لکھے گئے مقالات  
 ۳۔ سرکاری قرضہ کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والے مقالات  
 ۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے فقہی و شرعی مقالات کی ترتیب

مصادر (مطبوعہ):

۱۔ ندوۃ العلماء کا فقہی میزان اور ابناء ندوہ کی فقہی خدمات، مولانا منور سلطان ندوی، ط: المعهد العالی الاسلامی، حیدرآباد

۲۔ عصر حاضر کے مسائل اور مسئلہ اجتہاد، مولانا ڈاکٹر فہیم اختر ندوی،

ط: اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی

۳۔ تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب: مولانا محمد اسحاق سندیلوی

ندوی، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۴۔ تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق رویت ہلال، مرتب: مولانا محمد اسحاق سندیلوی

ندوی، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۵۔ پندرہ روزہ تعمیر حیات، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۶۔ ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ

۷۔ ماہنامہ معارف، دارالمصنفین اعظم گڑھ

۸۔ ہفت روزہ صدق جدید

۹۔ روزنامہ سیاست، کانپور ۱۹۶۳ء

قلمی تحریریں:

- ۱۔ کارروائی رجسٹر، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ  
 ۲۔ جلسوں کی رپورٹ، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ  
 ۳۔ مختلف قلمی تحریریں، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ